10۔ ملکی پرندے اور دوسرے جانور

شفیق الرحمان

(1920ء۔۔۔۔2000ء)

ابتدائی حالات:

اردو کے مُمتاز انشاء نگار اور مزاح نگار شفیق الرحمن 1920ء میں ضلع جالندھر میں "ککڑاں" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پھر ایڈورڈز کالج اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ایف ایس سی اور ایم بی بی ایس کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ طبی خدمات اور میڈیکل کی امتحان میں نمایاں پوزیشن کی وجہ سے ایک سال کے اندر ہی انہیں فوج میں لفٹیننٹ آفیسر بنا لیا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد پاکستان آ گئے اور بحیثیت آرمی میڈیکل آفیسر جنرل کے عہدے تک ترقی کی۔ 1966ء میں ریٹائر ہوئے۔ انہیں سوا سیر میں اس کا فقرہ ادبی ادارات پاکستان کے پیمانوں کی جنبش سے ہو گیا، یہاں انہوں نے عمر بھر سال بھی ۱۹۶۶ تک علمی ادبی خدمات انجام دیں۔

اسلوب نگاری:

شفیق الرحمان کے مزاح کا انداز بہت بھرپور اور بھاتا ہوا ہے۔ ان کے ہاں مزاح انفرادی یا ذاتی سطح سے مزاح نگار کے کو شامل نظر آتی ہے۔ اور زیادہ تر محض مزاح پیدا کرنے کی غرض سے بلکہ بامقصد مسکراہٹ سے نیچے اترنے کا رجحان غالب ہے۔ ان کی تحریریں ہلکے مزاح لکھنے والے اور ذہانی کے نتیجوں کو سمجھنے والوں میں بہت مقبول ہوئیں۔

تصانیف:

1942ء میں آپ کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "کرنیں" شائع ہوا۔ آپ کے دیگر مجموعوں میں شگوفے، حماقتیں، مزید حماقتیں" اور "دجلہ" وغیرہ شامل مشہور ہوئے۔

تشکیل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
الادب	کاذا	ہدایت	ہدایت
مجرم	جنایت	مظلوم	مظلوم
خوش گلو	اچھی آواز والا	بلاغت	بلاغت
ٹیلیفون	دور دھونی	فاتح	فاتح
تخیل	فکر		

سبق کا خلاصہ

اس سبق میں مصنف شفیق الرحمن نے ہمیں پرندوں اور جانوروں کو تخیل پر کام کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ بتانا تھا کہ ہمیں پرندوں اور جانوروں میں محبت کرنے کے جذبات کو کیسے پروان چڑھانا ہے۔ ان کی تحریر میں تخیلی مزاح ہے۔ انھوں نے اپنے بچپن کے واقعات کو سبق کو دلچسپ بنانے کے لیے استعمال کیا ہے۔

گونگے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسے مذاق بنایا جاتا ہے۔ جو صحیح سوچ سے انسانوں کے سوا ہر اعتراض کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ وضاحت اتنی آسان کا لگا دیتا ہے۔ اور صلاحیت کے فقدان سے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ایک نظر بانی چوہدری ہے۔ دے، محاکمہ جانے کھانے اور دینے کے سلیقے میں مطلقاً صحت کے اصولوں کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے ذرا کی تاثر میں بہت دور نکل جاتے ہیں مگر قدم کو اس آتا فرض کیجیے ہو وہ بدھی خانے کے پاس بہت خوش رہتا ہے کی روٹی پیچ کو کہ اسے اپنی ذہین سمجھتے ہیں دیکھتے ہیں دیکھتے لوگوں کی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس قدر شور مچاتے ہیں کہ روٹی پھاڑنے والا کی جیسوں بلکہ لوگوں کو زیادہ ہے۔

مصنف ظبل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بھیس مثلی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ ہو ہر بلکہ ہو جاتے۔ ہمارے شعرا نے ظبل دکھی ہی سنا اور جیز بلکہ ہیں الوجب میں اس کا ذکر کیا۔ عام طور پر بلکہ ہو سازی کی صحت ہی ہوتی ہے ہیں مدد ہوتی ہے ہم بلند رہائی سے مثلی بہت سے سوچا ہوں سے ہیز بہت ہیں سے سوا آگے نہیں کا بھیس ظبل مثلی نہیں کرتیں۔ کہ کہ پیٹھ سے ہر بلکہ ہو جاتی ہے۔

بعض کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض مثلی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ بعض کی قسمیں نہیں مثلی سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔ اس کا مقصد ہوا انسانوں کے لئے باعث مسرت ہے یہ ہیں کی شکل اور وہ ہوتی ہوتی ہے۔

بعض کے بھتی ہے تو ہیز بلکہ مشغل ہو جاتا ہے کہ آپ تسی ہے کہ جاتی ہے۔ بعض ہو عام لڑائے تعلق سے گرتی ہے بلکہ کی کرنا اور جانب میں بیٹھ رہا ہے۔ کہ صرف بھری نظروں سے ہم عام طور پر سمجھتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی سوچ بچار کر رہی ہے۔ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے کچھ بھی بات یاد نہیں رہتی اس لطائف سے وہ

انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے یہ اس کے آگے بھی جاتا ہے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بعض ہو سکتی ہے کا ذہن نہیں رکھتی۔

الو کے بارے میں مصنف لکھتے ہیں کہ وہ دانا اور دانشمند ہے۔ لیکن پھر آگے ہے۔ کھڑوں میں رہتا ہے۔ الو کی بہت سی قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بلبک آگو کو دیکھ لیا جائے تو پتا لگ جاتا ہے کہ ضرورت نہیں رہتی دیکھنے کے آگو کو ہم اور اس سے دے کو بعد کیا جاتا ہے پائی اطلاعات ہو قوف انسانوں کے لیے مصنفین ہے آگو میں عمر ہم کرتا ہے اور رات عمر ہو کرتا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ آگو بھی کاغا وغیرہ کھاتے ہے مصنف کے مطابق کہ یہ سچ ہے تو صداقت میں موجود خوبیوں سے تو ہیز ہے یہ لیکن لکھنوں بہت ذ! سمجھیں، وہ آگو اپنے ہاں کی خوب دیکھ بھال کرتی ہے مگر ہم میں ان کی شکل اپنے آپ سے مثلی نہیں ہے تو ہمیں مثلی ہوتی ہے آگو کو، اٹھا کیجیے گر کر کرنا چاہیے۔

بلیوں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ بلیوں کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیں ہمیں پالی جاتی ہے۔ بلیوں کی آنکھیں ہیں لڑائی بھی ہوتی ہے۔ ایک دو سرے کا منہ نوچ لیتے ہیں۔ ایک دو سرے کا منہ نوچ لیتے ہیں۔ بلی کے ہیں اتنی طاقت پائی جاتی ہے۔ بلی دوستی نہیں کرتی کہ انسان کا کوئی مفاد اور مدت ہو۔ یہ ہمیں کا ہوتا کہ وہ بلی ہیں۔ یہ ہے جو ہو جاتے ہے لیکن وہ ہو جاتی ہے۔ بلی دیر کو آرام کرتی ہے۔ رات کا خطرہ نہیں کر سکتیں۔ بعض اوقات مثلی بھی ہمیں اور ہم دیکھ کر سمجھتے ہے غائب ہو جاتی ہے۔ اس سے بار بار کی بات نہ ختم ہو جاتی ہے۔

مرکزی خیال:

مصنف نے اپنے تجربات میں پرندوں اور جانوروں کی مخصوص عادات کے بارے میں بتایا ہے کہ پرندے اور جانور کس طرح حالات کے مطابق ڈھل جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر کہا ہے کہ ہمیں ان کے بارے میں صحیح معلومات ہونی چاہئیں تاکہ ہم ان کے ساتھ صحیح سلوک کر سکیں۔ مصنف نے اپنے بچپن کے بعض واقعات کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کی تحریر میں تخیلی مزاح ہے۔ انھوں نے اپنے بچپن کے واقعات کو سبق کو دلچسپ بنانے کے لیے استعمال کیا ہے۔

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس:

بلبل ایک روایتی پرندہ ہے جو ہر جگہ موجود ہیں۔ سوائے وہاں کے جہاں اسے ہونا چاہیے۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ نے چڑیا گھر میں یا باہر بلبل دیکھی ہے تو یقینا کچھ اور دیکھ لیا ہے ۔ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں، قصور ہمارا نہیں ہیں ہمارے ادب اور شاعروں نے نہ بلندی کی ہے نہ اسے سے سنا ہے کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی ہے۔ کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں کہیں بلبل ملتی ہے لیکن کوہ ہمالیہ کے دامن میں شاعر نہیں ہوتے۔

مصنف کا نام: شفیق الرحمان

سبق کا نام: ملکی پرندے اور دوسرے

حل لغت: خوش گلو : سریلی آواز۔ قصور: غلطی ۔ کوہ ہمالیہ: ہمالیہ کا پہاڑ۔ دامن : کنارہ ۔ دامن کوہ : پہاڑ سے ملا ہوا میدان یا وادی۔

سیاق و سباق:

مصنف بلبل کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہیں کہ بلبل ایک کے روایتی پرندہ ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے۔ ہمارے شعرا نے نہ بلبل دیکھی ہے نہ اسے سنائے بغیر دیکھے ہیں ادب میں اس کا ذکر کر لیا گیا ہے۔ پروں کے بغیر کے برائے نام

بلڈر جاتی ہے بلبل بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے میں سونے رات نہیں علاتی بلبل نقل مکانی نہیں کرتیں کیونکہ یہ پہلے سے ہی ہر جگہ موجود ہوتی ہے ۔

تشریح :

مصنف اس عبارت میں بلبل کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ بلبل ایسا پرندہ ہے جس کا نام حکایت میں شامل رہا ہے۔ اور اب بھی اسے روایتی پرندہ سمجھا جاتا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ اگر آپ نے چڑیا گھر میں یا اس کے آس پاس بلبل کو دیکھا ہے۔ تو یقینا کچھ اور دیکھا ہوگا۔ ہماری غلطی ہے کہ ہم ہر سریلی آواز والے پرندے کو بلکل سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس غلط فہمی میں ہم سے زیادہ ہمارے ادب کا قصور ہے۔ ہمارے شہر نے اصل بلبل دیلھا ہی نہیں ہے اور نہ ہی سنا ہے۔یوں ہی اسے ادب کا حصہ بنا ڈالا ہے۔ اس لیے بلبل اس ملک کو نہیں پائی جاتی ۔سنا ہے کہ یہ پرندہ برصغیر پاک وہند میں واقع پہاڑی سلسلہ (کوہ ہمالیہ) میں موجود ہے۔ لیکن کوہ ہمالیہ کی وادیوں میں شاعر ہرگز نہیں ہوتے۔

اس لیے اسے ایک روایتی پرندے کے علاوہ کوئی اور نام نہیں دیا جاسکتا۔

حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) کوا گرامر میں ہمیشہ کیا استعمال ہوتا ہے؟

جواب: کوا گرامر میں ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔

(ب) پہاڑی کوا کتنا لمبا ہوتا ہے؟

جواب: پہاڑی کوا ڈیڑھ فٹ لمبا ہوتا ہے۔

(ج) بندوق چلے تو کوے کیا کرتے ہیں؟

جواب: کہیں بندوق چلی تو کوے سے ذاتی توہین سمجھتے ہیں اور آسمان میں لاکھوں کی تعداد میں کوئی آجاتے ہیں۔ اس قدر شور مچاتے ہیں کہ بندوق چلانے والا مہینوں پچھتاتا رہتا ہے۔

(د) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں۔ اس میں قصور کس کا ہے؟

جواب: ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں، قصور ہمارا نہیں قصور ہمارے ادب کا ہے۔ شاعروں نے بول دیکھیں نا اسے سنا ہے کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی۔

(ہ) بلبل کے گانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ماہرین کا خیال ہے کہ بلبل کے گانے کی وجہ اس کی غمگین خانگی زندگی ہے۔

(و) بلبل بہت سے موسیقاروں سے کیوں بہتر ہے؟

جواب: بلبل بہت سے موسیقاروں سے اس لیے بہتر ہے ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی، بے سوری ہوجائے تو بہانے نہیں کرتی کہ ساز والے نکمے ہیں آج گلا خراب ہے۔ آپ تنگ آجائے تو اسے خاموش کرا سکتے ہیں۔

(ز) بھینس کا مشغلہ کیا ہے؟

جواب: بھینس کا مشغلہ جگالی کرنا ہے یا تالاب میں لیٹے رہنا ہے۔

(ح) بھینس کس لحاظ سے انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے؟

جواب: بھینس اس لحاظ سے انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے کہ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے کل کی بات آج یاد نہیں رہتی۔

(ط) آلو کی کتنی قسمیں بتائی جاتی ہیں؟

جواب: الو کی بیس کس نے بتائی جاتی ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ میرے خیال میں پانچ چھ قسمیں کافی تھیں۔

(ی) الو کو کون پسند کر سکتا ہے؟

جواب: الو کو ہی پسند کر سکتا ہے جو فطرت کا ضرورت سے زیادہ مذاح ہو۔

(س) الو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی کیوں نہیں؟

جواب: الو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ یہ سب بے سود ہے۔

(ص) بلی کتنے عرصے میں سدھائی جاسکتی ہے؟

جواب: بلی سال بھر میں سدھائی جاسکتی ہے۔ مگر سال بھر کی مشقت کا نتیجہ صرف ایک سدھائی ہوئی بلی ہوگا۔

2۔ متن کو مد نظر رکھ کر درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

جواب: (الف) کوے کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے۔ — درست

(ب) کوا باورچی خانے کے پاس اداس رہتا ہے۔ — غلط

(ج) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بھول سمجھتے ہیں۔ — درست

(د) الو شہروں میں رہتا ہے۔ — غلط

(ہ) بلی اور کتے کی رقابت مشہور ہے۔ — درست

3۔ دیے گئے الفاظ میں سے موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

جواب: (الف) کوا گرامر میں ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔ (غلط، زیادہ، مذکر، مونث)

(ب) کوا باورچی خانے کے پاس بہت مسرور رہتا ہے۔ (ناخوش، اداس، خوفزدہ، مسرور)

(ج) کوا گا نہیں سکتا اور کوشش بھی نہیں کر سکتا۔ (سمجھ، ہنس، دوڑ، گا)

(د) بلبل ایک روایتی پرندہ ہے۔ (پالتو، گھریلو، روایتی، عاشق مزاج)

(ہ) بھینس کی قسمیں نہیں ہوتیں وہ سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔ (بلی، بھینس، چڑیا، بلبل)

(و) بھینس کے بچے شکل و صورت میں ننھیال اور ددھیال دونوں پر جاتے ہیں۔ (پاؤں، سنگ، بال، بچے)

(ز) اُلو کی بیس قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ (بیس، تیس، چالیس، چند)

(ح) بلیوں کی کئی قسمیں بتائی گئی ہیں۔ (ان گنت، کئی، بہت کم، نایاب)

4۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

جواب: صبح، سیاہ، تیز، اصلی، پکا، خراب، محبت، روشن

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
صبح	شام	پکا	کچا
سیاہ	سفید	خراب	صحیح
تیز	آہستہ	محبت	نفرت
اصلی	نقلی	روشن	تاریک

5۔ اِعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

جواب: مُذَکَّر، مُخْتَصَر، مُجَسَّم، مَسْرُوْر، حِفْظَان، صِحَّت، خُوْش گُلُو، مُضْحَکَہ خِیْز، نَالَہ و شَیْوَن، نَقْلِ وَطَن، رُوْزْمَرَّہ

6۔ مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کریں۔

جواب: نظر، زندگی، باورچی خانہ، بُلبل، گلاب، اُلو، راگ، آہ زاری، مصلحت، قیاس

مذکر: باورچی خانہ، بلبل، گلاب، اُلو، راگ، قیاس

مونث: نظر، زندگی، آہ زاری، مصلحت

7۔ مصنف نے اُلو کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: خلاصہ سبق کے شروع میں دیا گیا ہے۔

8۔ مصنف کا نام، سبق کا عنوان اور اقتباس کا نصابی سبق میں موقع و محل درج کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس کی تشریح کریں۔

اقتباس: بلبل پکے راگ گاتی ہے یا کچے؟ بر حال اس سلسلے میں وہ بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی، بے سُری ہوجائے تو بہانے نہیں کرتی کہ ساز والے نکمّے ہیں۔ آج گلا خراب ہے، آپ تنگ آجائیں تو اسے خاموش کرا سکتے ہیں۔

جواب: مصنف کا نام: شفیق الرحمان

سبق کا عنوان: ملکی پرندے اور دوسرے جانور

سیاق و سباق:

یہ پیراگراف شفیق الرحمان کے مضمون ملکی پرندے اور دوسرے جانوروں کے مضمون بلبل سے لیا گیا ہے۔ ہمارے شعراء نے نہ بلبل دیکھی نہ اسے سنا اور بغیر دیکھے ہی ادب میں اس کا ذکر کر دیا۔ اس مضمون میں مصنف نے بتایا ہے کہ شاعروں کے نزدیک بلبل ایک گانے والا پرندہ ہے۔ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں یہ اپنے دکھوں اور تکلیفوں کی وجہ سے ہر وقت گاتی رہتی ہے۔ اس کا گانا سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ گاتی رہتی ہے۔

تشریح:

اس اقتباس میں مصنف بلبل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس سے کوئی غرض نہیں کے بلبل کیا گاتی ہے اس کے باوجود بہت سے گانے والوں سے بہتر ہے اس لیے کہ دوسرے گانے والے تو دیر تک جان نہیں چھوڑتے اس کے برعکس بلبل تھوڑی دیر گا کر خاموش ہو جاتی ہے۔ جب آواز بے سُری ہوجائے تو بہانے نہیں بناتی۔ اگر آپ اس کے گانے سے تنگ آجائیں تو آپ اسے خاموش بھی کرا سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف

نے اسے گانے والوں پر ترجیح دی ہے۔ یہ بہت بڑا طنز ہے جو مصنف نے آج کل کے موسیقی سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر کیا ہے۔